QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

ثاقبہ رحیم الدین کی کہانیوں میں ماحولیات کی عکاسی

Environmental Reflections in the Stories of Saqiba Rahimuddin

طاہرہ یاسمین

پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اردو، بین الاقوام ی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

ڈاکٹر غلام فریدہ

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

Abstract
Saqiba Rahimuddin is a renowned and active writer of children's literature. She has played a significant role in the intellectual, moral and social education of children through her writings. The salient features of Stories are simplicity, shaggyness and fluency of language which are in tune with the identity of children. Her stories consist of characters from the natural environment and daily life. Through her writing, she promotes curiosity, observation, positive attitude and environment in children. In Saqiba Rahim's children's literature, topics such as social awareness, moral ethics, mutual cooperation, nature and protection of the environment not only train children in good behaviour, but also think about you.
Keywords: *Reflection,Stories,Nature,Environment.*

ہمارے اردگرد جو بھی جاندار یا بے جان چیزیں (انسان، حیوان، پیڑ، پودے، زمین، ہوا، سورج، پانی) موجو دہی ں ان کو ماحول (Environment) کا نام دیا گیا ہے۔ جو کہ قدرتی وسائل ہیں۔ لیکن ہمارا ماحولیاتی نظام (Eco-system) دو قسم کے عناصر (قدرتی اور مصنوعی) سے مل کر بنتا ہے اور ان سب کے آپسی رشتے کے مطالعے کو ماحولیات (ecology) کہا جاتا ہے۔ جو حیاتیات کی ایک شاخ ہے۔

"ایکولوجی یونانی الاصل لفظ ہے۔ یہ لفظ مرکب ہے دو لفظوں کا یعنی (Oikos) جس کے معنی ہیں "گھر" اور (logos) جس کے معنی ہیں " مطالعہ " چنانچہ (Ecology) کہتے ہیں۔ (Organism) یعنی حیات (خواہ حیوان ہوں یا نباتات) کا اپنے ماحول سے باہمی تعلق کا مطالعہ

"1

موجودہ دور میں اس لفظ کو کائنات کی بنت اور اس کے عملی نظام کے مطالعہ کے معانی میں استعمال کرتے ہیں۔

"ماحول کے لیے انگریزی زبان میں (Environment) کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ یہ قدیم فرانسیسی زبان کے لفظ (Environner) سے انگریزی زبان میں آیا ہے۔ جس کے معنی (گھیرنا) کے ہیں۔ یہ اکثر زبانوں میں ایک جدید اصطلاح ہے۔ اس کے مفہوم کو ادا کرنے کے لئے جرمنی زبان میں (umwelt) ،ہندی زبان میں جاپانی زبانMedio ambienteہسپانوی زبان میں،paryavaranمیں(kankyo) اور عربی زبان میں (البئیہ)استعمال ہوتا ہے۔"2

ماحولیات کے لفظ کو اگر مختلف لغات میں دیکھتے ہیں تو اس کے معانی کچھ یوں ہیں۔" فرہنگ تلفظ" میں ماحولیات کے معانی کچھ یوں درج ہیں۔

"ماحولیات:"زمین کے آس پاس کی ہوا نیز روئے زمین کا بقائے انواع کے نقطہ نظر سے مطالعہ "3

آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا میں ماحولیات کی تعریف کچھ اس انداز سے کی گئی ہے۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

"ماحولیات حیاتیات کی ایک شاخ ہے۔ جس میں جانداروں کا ایک دوسرے اور ماحول کے مابین تفاعل کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔
اصطلاحات "ایکولوجی "(Ecology) اور اینوائرونمنٹ (Environment) کا ایک ہی مطلب لیا جاتا ہے"۔4

ثاقبہ رحیم الدین بچوں کے ادب کی ایک نامور اور فعال مصنفہ ہیں۔ آپ نے اپنی کہانیوں کے ذریعے بچوں کی فکری، اخلاقی اور سماجی تربیت میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ ان کی کہانیوں کی نمایاں خصوصیات سادگی، شگفتگی اور زبان کی روانی ہے جو بچوں کی نفسیات کے مطابق ہے۔ ان کی کہانیاں قدرتی ماحول اور روزمرہ زندگی کے کرداروں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ ان کہانیوں کے ذریعہ مصنفہ بچوں میں تجسس، مشاہدے، مثبت رویوں اور ماحولیاتی شعور کو فروغ دیتی ہیں۔ ثاقبہ رحیم الدین کے ادب اطفال میں سماجی شعور، فطرت سے ہمدردی و محبت، اخلاقی اقدار، باہمی تعاون، ماحولیاتی آگاہی اور ماحول کا تحفظ جیسے موضوعات نہ صرف بچوں کو اچھا شہری بننے کی ترغیب دیتے ہیں بلکہ انھیں ماحول اور معاشرے کے بارے میں حساس بھی بناتے ہیں۔

صبح کا تارا، جاگو جاگو، دوستو چلے چلو، سورج ڈھلے، کرنیں اور چاند نکلا، مصنفہ کے بچوں کی دل چسپ کہانیوں کے مجموعے ہیں۔ ثاقبہ کی بچوں کی کہانیوں کے بارے میں مجتبیٰ حسین لکھتے ہیں۔

> "ان کہانیوں میں حیرت کے موتی چمکتے اور سوچ کی ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں۔ یہ کہانیاں چپکے چپکے بچوں کا رشتہ مظاہر قدرت، پرندوں اور جانوروں سے جوڑ دیتی ہیں۔ اس طرح بچے کی تصوراتی زندگی میں توانائی اور تازگی پیدا ہونے لگتی ہے۔ توازن، تناسب اور بے ساختہ پن ان کہانیوں کا حسن ہے۔ ان میں تشکیلی لحاظ سے وہی قوت ہے جو بیج کو درخت اور پھل پھول میں آہستہ آہستہ بدل دیتی ہے
> ۔"5

ثاقبہ رحیم الدین نے بچوں کے ادب کو محض تفریح کا ذریعہ نہیں سمجھا بلکہ اسے تربیتی اور فکری نہج عطا کی۔ ان کی کہانیوں "چڑیا کا گیت" "سُرخ مچھلی" "ایک پیڑ کی کہانی" "سمندر اور موتی". "لال پری" "قصہ ایک سفید خرگوش کا" "ذہین طوطا، سورج مکھی جیسے موضوعات ہی ماحولیاتی شعور کو اُجاگر کرتے ہیں۔ بچوں کے ادب میں اکثر مافوق الفطرت عناصر (جن، دیو، پریاں) غالب ہوتے ہیں مگر مصنفہ نے معاشرے کے عام بچوں، پرندوں، جانوروں اور دیگر فطری مظاہر کو موضوع بنایا ہے جن سے بچے مانوس ہوتے ہیں۔ ثاقبہ رحیم الدین کی کہانی "چڑیا کا گیت" بچوں میں فطرت سے محبت، حیاتیاتی احترام اور ماحولیاتی شعور کو اجاگر کرتی ہے۔

کہانی کی ابتداء ایک ایسے منظر نامے سے ہوتی ہے جہاں انسان اور قدرتی ماحول ایک دوسرے کے بہت قریب ہیں۔ منوڑا (کراچی) کا ساحلی علاقہ سمندر، ساحل پر چلنے والی ٹھنڈی ہوا۔ سمندر، کشتیاں اور پرندے ایک ایسے ماحولیاتی نظام Ecosystem . کی عکاسی کرتے ہیں جہاں مشینی زندگی کے بجائے فطری عناصر غالب ہیں۔ رسول بخش ایک ملاح ہے جس کا براہ راست تعلق سمندر سے ہے۔ اس کا پرندوں (چڑیا) سے لگاؤ انسان اور جنگلی حیات کے درمیان گہرے قلبی تعلق کی مثال ہے۔

کہانی میں مختلف اقسام کے پرندوں اور جانوروں (چڑیا، چڑا، بطخ، مرغی کے چوزے، گلہری کوے اور تتلیاں) کا ذکر ملتا ہے جو ایک صحت مند فطری ماحول کی علامت ہے۔ یہ تنوع ظاہر کرتا ہے کہ کہانی جس زمانے کی ہے اس زمانے میں ابھی شہری پھیلاؤ اور ماحولیاتی آلودگی نے ان چھوٹے جانداروں کے مسکن کو اجاڑا نہیں تھا۔ کہانی میں پرندوں کو آپس میں مکالمہ کرتے اور ایک دوسرے کی مدد کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے (جیسے چڑیا کا پیاسے کوے کو پانی کی طرف اشارہ کرنا، اس بات کی علامت ہے کہ فطرت ہمیں وسائل کے اشتراک اور آپس میں ہمدردی و تعاون کا درس دیتی ہے۔ کہانی کے اختتام پر شیر دل نامی لڑکے کا بس سے اُترنا اور چڑیا کا ڈر کر اڑ جانا فطرت اور انسان کے درمیان بڑھتے ہوئے فاصلوں کی نشان دہی کرتا ہے۔ مشینوں کی آمد اور شور فطرت اور پرندوں کے سکون میں مداخلت ہے جو عصر حاضر کی شور کی آلودگی کا ابتدائی اس تعارہ ہے۔ "چڑیا کا گیت" بچوں کو صرف تفریح ہی فراہم نہیں کرتی بلکہ ماحولیاتی اخلاقیات کا درس بھی دیتی ہے۔ "چڑیا کا گیت" در حقیقت وہ پکار ہے جو ہمیں ماحول کو صاف رکھنے اور درخت لگانے کی ترغیب دیتی ہے۔

چڑیا کی چہچہاہٹ اس وقت تک موجود رہے گی جب تک ہم ماحول کو آلودگی اور بے جا مداخلت سے محفوظ رکھیں گے۔ چڑیا کا گیت "دراصل فطرت کے تحفظ اور خطرات سے آگاہی کا استعارہ ہے:

"میں نے اونچے آسمان تلے
چیل اور گدھ کو اپنے قریب نہ آنے دیا
قریب نہ آنے دیا
اور گھنے جنگل میں
کانٹے اور جھاڑیوں کو پاس نہ آنے دیا
پاس نہ آنے دیا
مگر ہائے میں ماری گئی
گھونسلے میں جیسے کیڑے سے"۔6

چیل اور گدھ بیرونی شکاری ہیں جبکہ "گھونسلے کا کیڑا" اندرونی خانہ جنگی یا آلودگی کی علامت ہو سکتا ہے۔ یہ تجسس ہمیں بتاتا ہے کہ فساد خاموشی سے جڑوں کو کھوکھلا کر سکتا ہے۔

بچوں کا ادب، نفسیات اور ماحول ایک دوسرے کے ساتھ لازم وملزوم ہیں۔ بچوں کا ادب محض کہانی سنانے کا فن نہیں بلکہ یہ بچے کی ذہنی وجذباتی نشو ونما، کردار سازی اور تربیت کا بہترین ذریعہ ہے۔ کہانی "چڑیا کا گیت" محض ایک پرندے کی داستان ہی نہیں ہے بلکہ یہ انسانی نفسیات اور ماحولیاتی شعور کا ایک حسین سنگم ہے۔ چڑیا کا یہ کہنا کہ وہ چیل اور گدھ بیرونی خطرات سے تو بچ گئی ہے لیکن اپنے گھونسلے میں چھپے کیڑے سے (اندرونی خطرات) مر گئی ہے۔ یہ ادب اطفال میں ایک شاہکار استعارہ ہے۔

فطری ماحولیاتی عناصر کی موجودگی کی اگر بات کی جائے تو یہ کہانی اتنی سادہ بیانی کے باوجود فطری عناصر کے گہرے علامتی اور اخلاقی استعمال کی عکاس ہے۔

سمندر اور منوڑا کی بستی، سمندر کی لہریں، کشتیاں، سکون، سادگی، رزق اور زندگی کی علامت ہیں۔ اس کہانی کا مرکزی کردار چڑیا آزادی اوبے فکری کی نمائندگی کرتی ہے۔ چڑیا کا اپنے ساتھی کے ساتھ اُڑ جانا پرندوں کی فطری جبلت اور زندگی کے لئے تجدید نو کے ساتھ ایک نئے رشتے کی بنیاد ہے۔ باغ کے پرندے اور پانی کا تالاب بقائے باہمی اور ہمدردی کا درس دیتا ہے۔

بارش اور موسم، بارش کے بعد پرندوں کا خوش ہونا اور چڑیا کے ساتھی کا گھونسلے کی مرمت کرنا تخلیق نو اور محنت کی عکاسی کرتا ہے۔ اس کہانی میں فطرت کی محض منظر کشی نہیں ہے بلکہ پرندوں کی گفتگو اور چڑیا کا گیت ہمیں اپنے اندر کے دشمن (حسد، کینہ اور لالچ) سے آگاہ کرتا ہے۔ یہ کہانی ہمیں بتاتی ہے کہ انسان فطرت سے جڑ کر سکون حاصل کر سکتا ہے۔

یہ کہانی ماحولیاتی تناظر کی ایک عمدہ مثال پیش کرتی ہے۔ اس میں بچوں کو نا صرف فطرت کے حسن اور اس کی اہمیت سے روشناس کرایا گیا ہے بلکہ مختلف پرندوں اور جانوروں کے مکالموں کے ذریعے ماحول سے محبت دوسروں سے ہمدردی، وسائل کا باہمی اشتراک، قدرتی اور معاشرتی مسائل کے بارے میں سوچنے پر مجبور کرتا ہے۔ کہانی کے ذریعے بچوں کو یہ درس ملتا ہے کہ اگر کسی جگہ سے چڑیا کا گیت ختم ہو جائے تو یہ اس بات کا ماحولیاتی اشارہ ہے کہ اس علاقے میں آلودگی بڑھ چکی ہے یا درخت کاٹ دیئے گئے ہیں۔ سائنس میں چڑیا کو بائیو انڈیکیٹر مانا جاتا ہے۔ کسی جگہ پر چڑیا Bio – Indicator کی موجودگی اور اس کا گیت اس بات کی گواہی ہے کہ اس جگہ کی ہوا صاف ہے، درخت موجود ہیں اور خوراک تو کیڑے مکوڑے اور دانے وافر مقدار میں دستیاب ہیں۔ یہ کہانی بچوں کو درس دیتی ہے کہ ہم فطرت کے مالک نہیں بلکہ اس کا حصہ ہیں جب ہم ایک چڑیا کو دانہ ڈالتے ہیں یا پانی کا پیالہ رکھتے ہیں تو ہم در حقیقت ایکو سسٹم کی بقا میں اپنا حصہ ڈال رہے ہوتے ہیں۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

اسی طرح بچوں کے ادب کے تناظر میں ایک اور کہانی ایک "پیڑ کی کہانی" ماحولیاتی شعور کی ایک اعلیٰ مثال پیش کرتی ہے۔ اس کہانی میں مصنفہ نے ایک درخت کی زبانی اس کے جذبات اور انسانوں کے ہاتھوں پہنچنے والی تکالیف کو بیان کیا گیا ہے۔ کہانی کے آغاز میں ایک لڑکی منوچہ اپنے بیمار باپ کو درخت کی کہانی سنانے کی خواہش کا اظہار کرتی ہے۔ اس کی خواہش یہ ظاہر تی ہے کہ بچوں کے دلوں میں فطرت کے لیے محبت اور ہمدردی ہوتی ہے۔ درخت کو ایک زندہ اور بولتی ہوئی مخلوق کے طور پر پیش کیا گیا ہے جس سے یہ پیغام ملتا ہے کہ درخت بھی احساسات رکھتے ہیں۔ اس کہانی میں درخت اپنے ماضی کا ذکر کرتے ہوئے بتاتا ہے کہ اسے اپنے بچپن میں پرندوں کا شور اور بچوں کا اس کے قریب کھیلنا بالکل پسند نہیں تھا۔ درخت کے سائے میں کھیلنے والے تین لڑکوں کا آئین میں جھگڑا ہو جاتا ہے وہ ایک دوسرے کو مارتے ہیں۔ اس عمل میں درخت کی ٹہنی ٹوٹ جاتی ہے اور ایک بچے کی آنکھ میں اس کا نٹا چبھ جاتا ہے۔ یہ عمل ظاہر کرتا ہے کہ انسانی تنازعات فطرت کو متاثر کرتے ہیں۔ ایک طوفانی آندھی میں پیڑ کی شاخیں ٹوٹ جاتی ہیں اور سارے پتے جھڑ جاتے ہیں وہ تنہارہ جاتا ہے۔

یہ منظر در حقیقت ماحولیاتی تنزلی کی طرف اشارہ ہے۔ چیڑ کا یہ کہنا "اب میں بالکل اکیلا ہوں"، جنگلات کی کٹائی، پودوں کی کمی ماحولیاتی توازن کے بگاڑ کی طرف عکاسی کرتا ہے۔ کہانی کے آخر میں پیڑ کو اس بات کا احساس ہو جاتا ہے کہ اسے پرندوں اور اور بچوں کے ساتھ مل جل کر رہنا چاہئے تھا۔

عصر جدید میں ماحولیاتی انحطاط دنیا کا اہم ترین مسئلہ بن چکا ہے۔ جنگلات کی کٹائی، آلودگی اور موسمیاتی تبدیلیوں نے انسانی اور ماحولیاتی توازن کو شدید متاثر کیا ہے۔ بچوں کا ادب ابتدائی عمر میں ماحولیاتی شعور پیدا کرنے اور ماحول دوست رویوں کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے اور بچوں کو فطرت کے ساتھ مثبت رشتہ قائم کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ ثاقبہ رحیم الدین کی اس کہانی میں پیڑ محض قدرتی ماحول بنانے کے ایک جز کے طور پر نہیں بلکہ جذباتی کیفیات، تہذیبی اقدار اور ماحولیاتی وجدان کا عکاس بن کر سامنے آتا ہے۔ اس کہانی میں درخت محض جمالیاتی پس منظر یا منظر نگاری کے طور پر استعمال نہیں ہوا بلکہ اس کی حیثیت معنوی، علامتی اور تہذیبی شعور کی حامل ہے۔ درخت کی یہ علامتی معنویت کہانی میں اس کے داخلی کرب یا سکون کو بیرونی ماحول سے جوڑنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ یہی ادبی طرز اظہار کہانی کو بیانیہ کی سطح سے بلند کر کے ایک فکری و جمالیاتی متن بنا دیتا ہے۔ ماحولیاتی تنقید کے عمل میں درخت صرف سایہ فراہم نہیں کرتے بلکہ وہ ماحول کے بگاڑ، انسانی بے حسی اور فطری توازن کے انہدام کی علامت بن جاتے ہیں۔

ثاقبہ کی کہانیاں فطرت کو ایک زندہ، جذباتی اور بولتے کردار کے طور پر پیش کرتی ہیں۔ ایک پیڑ ایک چھوٹی لڑکی منوچہ کو اپنی کہانی سناتا ہے اور اپنی جذباتی کیفیات بیان کرتا ہے۔ درخت منوچہ سے اپنے بچپن سے لے کر جوانی تک کا سفر بیان کرتا ہے۔ اس طرح بچوں کی یہ اس کہانی میں علامتی اس تعارہ بن جاتا ہے۔

> "پیڑ بہنے لگا۔ "پہلے میں تمھاری طرح چھوٹا سا تھا مجھے یہ تو معلوم نہیں کہ میری ماں کون تھی، میں نے جب آنکھیں کھولیں تو میں نے اپنے قریب اپنے جیسے پیڑ تو نہیں دیکھے مگر اپنے پاس چند خوبصورت اور گھنے درخت دیکھے۔ قریب کنویں کے پاس املتاس کا درخت تھا جس پر بھوری بھوری چڑیاں شور مچاتی رہتی تھیں۔ ہاں تو میں بڑا ہوتا چلا گیا"۔ 7

درخت کہتا ہے کہ اسے اپنی ماں کا علم نہیں اور نہ ہی اسے اپنے قریب اپنے جیسا کوئی درخت نظر آیا۔ یہ بچپن کی اس کیفیت کو اجاگر کرتا ہے جس میں ایک فرد خود کو دوسروں سے مختلف اور تنہا محسوس کرتا ہے جس کی وجہ سے اس کی شخصیت میں سختی پیدا ہو جاتی ہے۔ پیڑ خود اعتراف کرتا ہے کہ پرندوں کا چہچہانا یا بچوں کا سائے میں بیٹھنا اسے سکون دلانے کے بجائے غصہ دلاتا ہے۔

مصنفہ نے پیڑ کے ذریعے ماحول اور فطرت کے باہمی رشتے کو خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔ متن میں املتاس کے درخت، کنویں، پوری پڑیوں اور طوطوں کا ذکر قدرتی ماحول کی منظر کشی کرتا ہے۔ یہ کہانی درس دیتی ہے کہ فطرت کے بھی جذبات ہوتے ہیں۔

کہانی میں انسان اور فطرت کا رشتہ ایک منفرد انداز میں اُبھر کر سامنے آتا ہے جو بچوں کے ذہن میں فطرت کے حسن اور کشش کو بڑھاتا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فطرت کے ساتھ توازن اور حترام کا رشتہ زیادہ پائیدار اور پر مسرت ہوتا ہے۔ یہ کہانی ہمیں سبق دیتی ہے کہ پیڑ محض لکڑی کا ایک ڈھیر نہیں ہیں بلکہ سانس لیتی زندگی ہیں۔ ہمارے چھوٹے چھوٹے عمل پورے ماحول پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اگر ہم نے آج درختوں کی حفاظت نہ کی تو مستقبل میں ہماری زمین بھی اسی سوکھے پیڑ کی طرح تنہا اور اداس ہو جائے گی۔

بچوں کے ادب کے تناظر میں دیکھا جائے تو ایک اور کہانی "سورج مکھی" فطرت اور ماحول کی عکاسی ایک بہت ہی مشاہداتی اور سبق آموز انداز میں کرتی ہے۔ مصنفہ نے بچوں کو فطرت سے قریب کرنے کے لیے مختلف مثالوں کو سادہ اور دلکش انداز میں بیان کیا ہے۔ کہانی کا آغاز ایک مرغی کے انڈوں اور شہد کی مکھیوں کے ذکر سے ہوتا ہے۔ مصنفہ بتاتی ہیں کہ کس طرح ایک مرغی اپنے انڈوں میں سے کمزور یا بدرنگ انڈوں کو اپنی پونچ سے توڑ دیتی ہے تاکہ صرف طاقتور نسل ہی پروان چڑھے۔ ملتان چھاؤں کے باغ کا تذکرہ کرتے ہوئے شہد کی مکھیوں کے چھتے اور ان کی ملک ہ ک اذکر کیا گیا ہے۔ مصنفہ نے حیدر آباد کے تذکرے میں گھر کے اندر ایک مصنوعی آبی ماحول بنانے کا ذکر کیا ہے۔ رنگ کی مچھلیوں کے ذریعے بچوں کو یہ بتایا گیا ہے کہ انسانوں کے ساتھ ساتھ دیگر جانداروں کے درمیان بھی خوراک کے لیے مقابلہ ہوتا ہے اور برتنے والے جاندار اپنی بقا کی جنگ ہار جاتے ہیں اور یہ جنگ ہر جاندار کو اپنے لیے خود ہی لڑنی پڑتی ہے۔

کہانی کا مرکزی عنوان "سورج مکھی "کا پول فطرت کا عکاس ہے اور اس کی پیش کش ایک مربوط استعارے کے طور پر کی گئی ہے۔ مصنفہ نے سورج مکھی کو ایک سخت جان اور مضبوط پوداق رار دیا ہے جو بنجر زمین اور بارش کی کمی کے باوجود اپنی جڑیں زمین میں گہری گاڑ کے رکھتا ہے اور کھڑا رہتا ہے۔ اس کہانی میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ پودا صرف خوبصورتی کے لیے نہیں بلکہ اس سے روغنی تیل حاصل ہوتا ہے۔ اس ک ے پتوں سے رنگ بنتا ہے اور خشک ہونے پر سورج مکھی کا پودا مویشیوں کے چارے کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے۔ مصنفہ نے فطری ماحول کے تمام مناظر کو انسانی زندگی اور بچوں کی تربیت سے جوڑا ہے۔ جس طرح سورج مکھی کا پودا مشکل حالات میں بھی ہرا ابھرا رہتا ہے بالکل اسی طرح بچوں کو بھی ورزش، اچھی خوراک اور محنت کے ذریعے خود کو مضبوط بنانا چاہیے۔ اس کہانی میں فطرت محض ایک پس منظر نہیں ہے بلکہ ایک استاد کی طرح نظم وضبط جفاکشی اور نامساعد حالات میں زندہ رہنے کا ہنر سکھاتی ہے۔ تمام کہانیاں بچوں کی تربیت کرنے کے ساتھ ساتھ معلوماتی ہیں اور مصنفہ دلچسپ اور رواں اسلوب میں اپنے مشاہدات اور تجربات کو کہانی کا حصہ بنات ی چلی جاتی ہیں۔

پرندوں، شہد کی مکھیوں، مچھلیوں اور پودوں، سورج مکھی، کے بارے میں تفصیلات بچوں میں اپنے ماحول کا غور سے مشاہدہ کرنے کا شعور پیدا کرتی ہیں۔

> "سورج مکھی کے حصے میں ہمیشہ سخت سے سخت زمین اور بنجر علاقہ آتا ہے۔ یہ تو سورج مکھی کے پودے کا بھرپور اعتماد ہے اور مسلسل محنت ہے جو اسے صدیوں سے قائم رکھے ہوئے ہیں۔"8

ثاقبہ رحیم الدین کے ادب اطفال میں نباتات نہ صرف کہانی کا مرکزی استعارہ اور مفہوم بن کر بچوں کے اذہان میں گہرے فکری اور اخلاقی نقوش چھوڑتے ہیں۔ نباتاتی علامات کا استعمال بچوں کی جذباتی تربیت کا ایک موثر ذریعہ ہے۔ درخت جیسی علامت ان کے اندر برداشت، مضبوطی اور تحفظ کا احساس بیدار کرتی ہے۔ پھول ان میں نرمی، خوبصورتی اور ہمدردی پیدا کرتے ہیں۔ یہ تمام علامات بچوں کی شخصیت میں توازن اور ہم آہنگی پیدا کرتی ہیں۔ مصنفہ نے بچوں کو کمروں کی چار دیواری سے نکال کر کھلے میدانوں، باغات اور فطرت کے مشاہدے کی طرف راغب کیا ہے۔ وہ پودوں اور جانوروں کو محض اشیا نہیں سمجھتیں بلکہ انہیں زندہ اور متحرک کرداروں کے روپ میں ڈھال کر پیش کرتی ہیں۔

مجموعی طور پر ثاقبہ رحیم الدین کی کہانیاں ماحول دوستی کے عناصر کی ایک جامع اور بامعنی پیش کش ہیں۔ ان کہانیوں کے موضوعات فطری عناصر پر مبنی ہیں۔ یہ عناصر کہانیوں کی دلکشی اور اثر انگیزی کو بڑھاتے ہیں۔ یہ کہانیاں ادب اطفال میں منفرد اور نمایاں مقام کی حامل ہیں۔ ان کہانیوں کو ماحولیاتی تنقید کے زاویے سے پرکھنے پر کہانیوں کی مقصدیت کا ایک مختلف پہلو اجاگر ہوتا ہے جو قاری کو بچوں میں اپنے ماحول کے تحفظ کے فروغ کا ذریعہ بنتا ہے۔

حوالہ جات

1۔ شمس الحق،"ماحولیات"، قومی کونسل برائے فروغِ اردو،2003ء، ص:101

2۔ ہادی رضا،"قانون اسلامی میں ماحولیاتی تحفظ"، علی گڑھ پبلیشرز، علی گڑھ،2017ء، ص:31

3۔ شان الحق حقی،"فرہنگِ تلفظ"، قومی زبان اسلام آباد، طبع اول،1995ء، ص:828

4۔ ماحولیاتِ نظام،" آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا

5۔ ثاقبہ رحیم الدین،"جاگو جاگو"، پیپ بورڈ پرنٹرز لمیٹڈ، پشاور روڈ راولپنڈی، ص:57

6۔ ایضاً، ص:36

7۔ ایضاً، ص:59

8۔ ایضاً، ص:130